رمضان المبارک
سے
محرم الحرام تک

مؤلف

الحاج حضرت مولانا علاء الدین صاحب قاسمی

مکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی، گھنشیام پور، دربھنگہ
بہار (انڈیا)

Maktaba Rahmatealam
Rahmani Chowk Pali
Ghanshyampur, Darbhanga, Bihar
Pin: 847427

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رمضان المبارک سے محرم الحرام تک

مؤلف

الحاج حضرت مولانا علاء الدین صاحب قاسمی

مکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی، گھنشیام پور، دربھنگہ

بہار (انڈیا)

Maktaba Rahmatealam
Rahmani Chowk Pali
Ghanshyampur, Darbhanga, Bihar
Pin: 847427

نام کتاب : رمضان المبارک سے محرم الحرام تک
تعداد اشاعت : ۱۵۰۰۰ (پندرہ ہزار)
سن اشاعت : ۱۴ر شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ

مؤلف کی مشہور کتابیں

(۱) رمضان المبارک سے محرم الحرام تک
(۲) نکاح اور طلاق
(۳) اپنے عقائد کا جائزہ لیجئے
(۴) حج گائیڈ
(۵) چالیس حدیثیں
(۶) جادو ٹونا اور کہانت کا حکم
(۷) دس عظیم صحابہ کرام کے ایمان افروز واقعات
(۸) وعظ وادب کا خزانہ
(۹) عظمت قرآن
(۱۰) مسائل حاضرہ
(۱۱) قربانی کے ضروری مسائل

دہلی میں یہاں سے حاصل کیجئے:

Mulana Mumtaz Qasmi

Madrasa Kifayatululoom, B.Block Agarnagar
Preemnagar-3, Mubarakpur New Delhi-81

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آپ کے ہاتھوں میں جب یہ کتاب ہوگی، اس کے عنوان سے ہی مقصدِ کتاب کو آپ محسوس کرلیں گے۔ مصنف کی غرض تھی کہ ماہ رمضان سے محرم الحرام تک عبادت کے جو مخصوص ایام ہیں ان کے فضائل واحکام کو سرسری طور پر یکجا کر دیا جائے جس سے عوام وخواص سبھی حضرات مختصر وقت میں زیادہ سے زیادہ نفع اٹھا سکیں۔ یوں تو مصنف نے حج گائیڈ بھی مرتب کی ہے اور مستقل قربانی کے نام سے" قربانی کے ضروری مسائل" نامی کتاب بھی امت مسلمہ کیلئے تالیف کی ہے۔ تاہم یہ سرسری "عجالہ نافعہ" بھی اپنی نوعیت کے لحاظ سے انشاءاللہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو دونوں جہاں کی سعادت وکامیابی کا ذریعہ بنائے۔ آمین......

آپ کا مخلص

علاءالدین قاسمی

۱۴ر شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ

روزہ کی فرضیت وفضیلت

یا أیھا الذین آمنو کتب علیکم الصِیَامُ کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرہ)

اے ایمان والوں تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلوں پر فرض کیے گئے، تاکہ تم پرہیزگار بن سکو اس آیت کریمہ سے واضح ہو گیا کہ رمضان کا روزہ اسلام کے رکنوں میں سے ایک رکن ہے اگر کوئی شخص اسکی فرضیت کا انکار کر دے تو وہ کافر ہے اور بغیر کسی شرعی عذر کے ان فرض روزوں کا چھوڑنے والا فاسق وفاجر ہے۔

رمضان المبارک کا ایک ایک روزہ اتنا اہم ہے کہ زندگی بھر کے روزے بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من أفطر یوما من رمضان من غیر رخصة ولامرض لم یقضه صوم الدھر کله وإن صَامَ (ترمذی)

جو شخص رمضان کا ایک روزہ بغیر کسی مرض اور وجہ کے چھوڑ دے تو اگر وہ ساری عمر بھی روزے رکھے تب بھی اس رمضان کے برابر نہ ہوگا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کی فضیلت کے حوالے سے فرمایا:

یا أیھا الناس قد أظلکم شھر عظیم شھر مبارک شھر فیه لیلة خیر من الف شھر جعل اللّٰہ صیامه فریضة و قیام لیله تطوعاً من تقرب فیه بخصلة من الخیر کان کمن أدّی فریضةً فیما سواہ ومن أدّی فریضةً فیه کان کمن أدی سبعین فریضةً فیما سواہ.

اے انسانو! تمہارے اوپر ایک عظیم مہینہ سایہ فگن ہو چکا ہے جو نہایت بابرکت ہے اس میں ایک شب ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے اس ماہ کے روزوں کو اللہ نے فرض فرمایا ہے اور رات کے قیام یعنی تراویح کو سنت قرار دیا ہے۔ جو کوئی کسی ایک نیکی کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کریگا تو اس نفلی نیکی کا ثواب دوسرے مہینے میں فرض ادا کرنے کے برابر ملے گا اور جس نے اس مہینہ میں ایک فرض ادا کیا اس کا درجہ دوسرے مہینے کے ستر فرضوں کے برابر ہوگا۔

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

وهو شهر أوله رحمة وأوسطه مغفرة وآخره عتق من النار (بیہقی)

اس کا پہلا یعنی عشرہ اولی رحمت والا ہے اور دوسرا عشرہ مغفرت والا ہے اور تیسرا جہنم سے آزادی کا ہے۔ اس ماہ مبارک کی اہمیت کی اطلاع دیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لو يعلم العباد مافي رمضان لتمنت أمتي أن تكون السنة كلها رمضان (بیہقی ترغیب)

اگر اللہ کے بندے فضائل رمضان سے واقف ہو جائیں تو میری امت سارے سال روزہ رکھنے کی آرزو کرنے لگتی۔

ایک اور روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من قام ليلة القدر إيمانا وإحتسابا غفر له ماتقدم من ذنبه ومن صام رمضان إيمانا و إحتسابا غفر له ماتقدم من ذنبه. (بخاری مسلم)

جس نے لیلۃ القدر میں اخلاص اور ایمان کامل کے ساتھ قیام کیا تو اسکے گذشتہ گناہ

معاف ہو گئے اور جس نے رمضان کے روزے رکھے اس کے پچھلے سارے گناہ معاف ہو گئے۔

روزہ دار کے ساتھ جنت میں بھی اللہ تعالیٰ خصوصی معاملہ فرمائیں گے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إن في الجنه باباً يقال لها ريّان يدخل منه الصائمون يوم القيامة لايدخل منه أحد فاذا دخلوا أُغلق فلم يدخل منه أحد (بخاری)

جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریّان ہے اس دروازہ سے صرف روزے دار ہی جائینگے دوسرے لوگ داخل نہیں ہوں گے جب وہ داخل ہو جائیں گے تو یہ دروازہ بند ہو جائیگا پھر ان کے بعد کوئی دوسرا اس میں سے داخل نہیں ہوگا۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ألصيام والقرآن يشفعان للعبد يوم القيامة يقول الصيام أى ربّ منعته الطعام والشهوة فشفعني فيه ويقول القرآن منعته النوم بالليل فشعني فيه قال فليشفعان. (احمد، ترغیب وترہیب)

روزہ اور قرآن مجید دونوں بندے کے لئے قیامت کے دن شفارش کریں گے روزہ کہے گا پروردگار میں نے اس روزہ دار کو کھانے پینے اور خواہش نفس سے روکا تھا اس لئے تو میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما اور قرآن پاک کہے گا میں نے اس کو رات کی نیند سے روک دیا تھا لہٰذا تو اسکے لئے میری سفارش قبول فرما۔ چنانچہ ان دونوں کی سفارش قبول کی جائیگی اور دونوں کو بخش دیا جائیگا۔ اس ماہ مبارک میں شیطان بھی مقید ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لما كان أول ليلة من شهر رمضان حفدت الشياطين وَمَرَدة الجنّ وغلقت أبواب النيران فلم يفتح منها باب وفتحت أبواب الجنة فلم يغلق منها باب وينا دى منادٍ. يا باغى الخير أقبل ويا باغى الشر اقصر ولله عتقاء من النار وذالك كل ليلة (حاکم وبخاری)

جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو شیاطین اور سرکش جنات قید کر لئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں پھر کوئی دروازہ نہیں کھلتا اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں پھر کوئی دروازہ نہیں کھلتا اور خدا کا ایک منادی آواز لگاتا ہے اے بھلائی کی جستجو کرنے والا آگے بڑھ اور اے طالب شر پیچھے ہٹ اور بہت سارے لوگوں کو اللہ کے یہاں پروانہ آزادی عطا کی جاتی ہے اور یہ معاملہ رمضان کی ہر شب میں ہوتا ہے۔

ایک حدیث قدسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كل عمل إبن آدم له إلا الصوم فإنه لى وأنا أجزى به (بخاری)۔

ابن آدم کے ہر عمل کا ثواب اس کو ملے گا لیکن روزہ خاص طور پر میرے لئے ہے اور میں ہی اسکا بدلہ دوں گا۔

احتیاط:

لیکن روزے کی ان فضیلتوں اور اجر وثواب کے حصول کیلئے ممنوعات روزہ سے اجتناب واحتیاط بھی ضروری ہے ورنہ ساری محنتیں ضائع ہو جائینگی۔

سرکار دو عالمؐ نے ارشاد فرمایا:

من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجةً فی أن یدع طعامه وشرابه (بخاری ومسلم)

جو شخص غلط اور معصیت کی بات سے گریز نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی مطلب نہیں ہے کہ وہ کھانے پینے سے رک جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں مزید ہدایت فرماتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فإذا کان صوم أحدکم فلا یرفث ولا یصخب فإن سابه أحد أو قاتله فلیقل إنی صائم (بخاری)

جب تم میں کوئی روزہ سے ہو تو گناہ کی بات اور فضول کلام نہ کرے اور نہ ہی شور وغل کا ماحول پیدا کرے اگر کوئی گالی دے یا جھگڑا کرے تو روزہ دار کو چاہئے کہ یہ کہہ کر (پیچھے ہٹ جائے) کہ میں روزہ سے ہوں۔

سحری کی فضیلت اور تاکید:

ترمذی کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إستعینوا بطعام السحر علی صیام النہار والقیلولة علی قیام اللیل

سحری کا کھانا کھا کر دن کے روزے کے لئے تعاون حاصل کرو اور دوپہر میں آرام کرکے تہجد کیلئے مدد حاصل کرو۔

سحری کھانے پر اللہ کی رحمت:

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إن اللہ وملائکته یصلون علی المتسحرین (ترغیب)

بلاشبہ سحری کھانے والوں پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے اور فرشتے بھی ان کیلئے
مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ سحری کے کھانے میں برکت ہوتی ہے اور سحری نہ کھانے
سے روزے کی نوعیت تبدیل ہوجاتی ہے۔ اسی لئے سرکارؐ نے فرمایا:

تسحرو فإن فی السُحُور برکة

سحری کیا کرو کیونکہ اس میں اللہ کی طرف سے خصوصی برکت رکھی گئی ہے اور
فرمایا آپؐ نے **فصل مابین صیامنا و صیام أهل الکتاب أ کلة السُحُور۔**

ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا ہے۔ ہم سحری کرتے
ہیں وہ سحری نہیں کرتے۔ (مسلم)

افطار:

انسان کی طبیعت میں عموماً بخل اور تنگ نظری کا جذبہ ہوتا ہے وہ ذاتی طور پر عمل
کر لینے اور افطاری کا نظم کر لینے کو کافی سمجھتا ہے اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس کو ہدایت کرتے ہوئے فرمایا:

**من فطر صائما کان له مغفرة لذنوبه وعتق رقتبه من النار و کان
له مثل أجره من غیر أن ینقص من أجره شئی** (بیہقی)

جو شخص کسی روزہ دار کو افطاری کرائے تو یہ اس کیلئے باعث مغفرت ہوگا اور جہنم
سے خلاصی کا ذریعہ ہوگا اور افطاری کرانے والے کو بھی اُس روزہ دار کے روزہ کے برابر
ثواب ملے گا۔ نیز اُس روزہ دار کے اپنے روزہ کے اجر میں کسی طرح کی کمی نہیں ہوگی۔

افطار کرانے والے کی ایک اور فضیلت کو بیان کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا:

من فطر صائما على طعام و شراب من حلال صلت عليه الملائكة فی ساعات شهر رمضان وصلى عليه جبرئل ليلة القدر.

جو شخص رزق حلال سے کسی روزہ دار کو افطار کھلائے پلائے تو رمضان کی ساعتوں میں فرشتے اس کے لئے دعا مغفرت کرتے رہتے ہیں اور جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت جبرئیل اس کے لئے دعا فرماتے ہیں۔

اعتکاف کی اہمیت:

طبرانی کی روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

من مشى فی حاجة اخيه وبلغ فيها كان خيراً له من إعتكاف المرسلين واعتكف يوما إبتغاء وجه الله تعالىٰ جعل الله بينه وبين النار ثلاث خنادق أبعد ممابين الخفقين (طبرانی)

جو آدمی اپنے بھائی کی ضرورت کے لئے جائے اور اس میں اس کو کامیابی مل جائے تو یہ عمل دس سال کے اعتکاف سے اسکے لئے بہتر ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں ایک دن کا اعتکاف کیا تو اللہ تبارک تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان تین خندقوں کی دوری کر دیتا ہے جو زمین وآسمان سے بھی زیادہ دور ہیں۔

دوسری حدیث میں فرمایا: جس نے رمضان شریف میں دس دن کا اعتکاف کیا اسے دو حج اور دو عمرے کا ثواب مل گیا۔ اور رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں دس روز کا اعتکاف سنت ہے۔ حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان کے آخری عشرہ میں تاوفات اعتکاف فرمایا: ایک دفعہ رمضان میں آپ کا اعتکاف رہ گیا تو شوال المکرم کے پہلے دس دنوں میں اس کی قضا فرمائی۔ (بخاری)

اور ترمذی میں ہے کہ وفات کے سال ۲۰ دن کا اعتکاف فرمایا۔

شب قدر:

قرآن مقدس میں ارشاد ربانی ہے۔

إنا انزلناه في ليلة القدر وما ادرك ماليلة القدر ليلة القدر خير من الف شهر تنزل الملائكة والروح فيها باذن ربهم من كل امر سلام هي حتى مطلع الفجر. (سورۃ القدر)

ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا اور تم جانتے ہو شب قدر کیا ہے شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اس میں ہر کام کو انجام دینے کیلئے فرشتے اور حضرت جبرئیلؑ اللہ کے حکم سے (آسمان سے) اُترتے ہیں اور طلوع فجر تک یہ شب سراپا سلامتی رہتی ہے۔

ابن کثیر نے اس سورت کا شان نزول یہ بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار ایسے عابدوں کا ذکر فرمایا جنہوں نے مسلسل اَسّی (۸۰) سال عبادت کی تھی دریں اثنا پلک جھپکنے کے برابر بھی خدا کی نافرمانی نہیں کی تھی ان کے نام یہ تھے حضرت ایوب، زکریا، حزقیل اور حضرت یوشع علیہم الصلوٰۃ السلام اس سے صحابہ کرام کو بہت زیادہ تعجب ہوا اس واقعہ کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا یا محمد: (یہ شب قدر) افضل ہے اس سے جس پر آپ نے اور آپ کے صحابہ نے تعجب کا اظہار کیا یہ سن کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب بہت خوش ہوئے۔

حضرت مجاہد اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اس رات کا نیک عمل اور اس کی نماز ہزار مہینوں کی نماز روزوں سے بہتر ہے جن میں لیلۃ القدر نہ ہو۔

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من قام لیلة القدر ایمانا و احتسابا غفر له ماتقدم من ذنبه جو شخص شب قدر میں نیک نیتی اور ایمان واخلاص سے قیام کرے گا اس کے گذشتہ سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

اس مبارک رات میں جس کی عبادت ۸۳ سال چار مہینے سے بہتر ہے فرشتے اترتے ہیں اور مومن مردوں اور عورتوں کیلئے دعائیں کرتے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے:

جب شب قدر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرماتے ہیں فرشتوں کی جماعت لے کر زمین پر اترو چنانچہ جبرئیل علیہ السلام آسمان سے نزول فرماتے ہیں آپ کے ساتھ سبز جھنڈا ہوتا ہے جس کو بیت اللہ شریف کی چھت پر نصب کر دیتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام کے چھ سو (۶۰۰) بازو ہیں ان میں سے دو پر ایسے ہیں جن کو صرف شب قدر میں پھیلاتے ہیں۔ جو مشرق سے مغرب تک پھیل جاتے ہیں اور تمام فرشتوں کو اسی رات میں تیار کرتے ہیں جو اس رات کے ہر ایک نمازی اور عبادت کرنے والے ذکر الٰہی اور قرآن کی تلاوت کرنے والوں سے سلام اور مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی دعاؤں میں آمین کہتے ہیں۔ صبح صادق تک اسی حال میں رہتے ہیں صبح سونے کے بعد حضرت جبرئیل سب کو کوچ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ چلو چلو تو یہ فرشتے ان سے دریافت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے ساتھ کیا سلوک کیا حضرت جبرئیل فرماتے ہیں اللہ نے سب کو نظر رحمت سے دیکھ کر اسی رات معاف کر دیا۔ سوائے چار آدمیوں کے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ چار کون ہیں آپؐ نے فرمایا ایک شراب پینے والا دوسرا والدین کی نافرمانی کرنے والا تیسرا رشتہ توڑنے والا چوتھا کینہ رکھنے والا۔ (بیہقی ترغیب ترجمہ از خطبات اسلامی)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ اذا دخل العشر شد مئزرہ و احیٰ لیلہ وایقظ اھلہ (بخاری مسلم) جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کمر بستہ ہو کر شب بیداری فرماتے ہیں اور اہل خانہ کو بھی اس کیلئے بیدار رکھتے۔

عید کی رات:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب عید کے بارے میں فرمایا:

من احیَ اللیالی الخمس وجبت له الجنة لیلة الترویه ولیلة عرفة ولیلة النحر ولیلة الفطر ولیلة النصف من شعبان (ترغیب)

جو پانچ شبوں میں جاگے گا (برائے عبادت) اس کے لئے منجانب اللہ جنت واجب ہو جائیگی۔

ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ اور نویں اور دسویں تاریخ کی رات اور عید الفطر کی شب اور پندرہ شعبان کی رات۔ ابن ماجہ کی اور ایک روایت میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

من قام لیلتی العیدین محتسباً لم یمت قلبه یوم تموت القلوب

جو کوئی عید اور بقرعید کی شبوں کو اخلاص اور نیک نیتی سے عبادت کر کے گزارے گا تو اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن دیگر قلوب مردہ ہو جائیں گے۔

مسرت عید:

تمام اقوام میں ایک اجتماعی مسرت وخوشی کے اظہار کا دن مقرر ہے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إن لكل قوم عيد و هذا عيدنا (بخاري)

ہر قوم کی ایک عید ہے اور یہ ہماری عید ہے۔

حضرت انس ابن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے تو آپ نے مدینہ کے مسلمانوں کو بے جا لہو ولعب کے ساتھ خوشی کا دن مناتے دیکھا تو آپ نے استفسار فرمایا کہ یہ کیسا دن ہے؟ لوگوں نے کہا کہ قدیم زمانہ سے ہم لوگ ان دنوں میں کھیل کود کر کے خوشیاں مناتے آرہے ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے تمہارے لئے ان ایام سے بہتر دو دن مقرر فرما دئے ہیں ان میں مسرت وخوشی منایا کرو اور وہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن ہیں۔ (ابوداؤد)

عید کا تصور قرآن میں:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل بھی عید یعنی خوشی منانے کا دن ہر قوم اور ہر زمانہ میں معروف ومشہور رہی ہے۔ اور تہوار کے طور پر ہر قوم میں یہ سلسلۂ عید موجود رہا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نے ان سے اثبات نبوت کے لئے جس معجزہ کا مطالبہ بطور دلیل کے کیا تھا اس کے ظہور ونزول کیلئے بھی انہوں نے عید کے دن کو ہی مقرر کیا تھا۔ ارشاد ربانی ہے:

ربنا أنزل علينا مائدةً من السماء تكون لنا عيداً لأولنا و آخرنا وآية منك وارزقنا وانت خيرا الرازقين (المائدة)

اے رب العالمین آسمان سے ہمارے لئے دسترخوان نازل فرما۔ ایسا دسترخوان کہ جس کے نزول کا دن ہمارے لئے عید کا دن بن جائے یعنی وہی عید جو

ہمارے پچھلوں کیلئے تھی اور جواب بعد والوں کے لئے ہے اور آپ کی جانب سے ایک محبت اور معجزہ بھی ہو اور ہمیں نواز دے اور تو سب سے بہتر نوازنے والا ہے۔

عید کی صبح یا عید کا دن:

علامہ مُنذری نے ترغیب میں جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ پر

ایک طویل حدیث عید کے دن کی فضیلت اور اجر و ثواب اور انعامات ربانی کے حوالہ سے ذکر مائی ہے۔ جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

روایت میں ہے کہ عید کی رات انعام والی ہے عید کی صبح اللہ تعالیٰ بہت سارے فرشتوں کو شہروں میں پھیلا دیتے ہیں فرشتے تمام گلی کوچوں اور راستوں میں تعینات ہو کر اعلان کرتے ہیں جن کی آواز کو انسان اور جنات کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! اپنے پروردگار کی طرف نکل کر جاؤ جو بے پناہ عطا کرتا ہے اور عظیم عظیم گناہوں کو معاف کرتا ہے جب روزہ دار عید گاہ میں حاضر ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے فرماتا ہے وہ مزدور جو اپنا کام پورا کردے اس کا کیا صلہ ہونا چاہیے فرشتے جواباً کہتے ہیں اے ہمارے آقا و معبود ان کا بدلہ یہی ہے کہ ان کو پوری مزدوری دے دی جائے۔ چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! تم سب گواہ رہو ان کے رمضان کے روزے قیام اللیل اور نماز کی وجہ سے ان سے میں راضی ہو گیا اور ان کی مغفرت بھی کردی پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو! مجھ سے مانگو میں اپنی عزت اور جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں اس مجمع میں دنیا اور آخرت کی جو بھی بھلائی مجھ سے مانگو گے میں دوں گا اور تمہارا

دھیان رکھوں گا اور جب تک تم مجھ سے ڈرتے رہو گے میں تمہاری لغزشوں اور کوتاہیوں پر پردہ رکھوں گا اور مجھے اپنی عزت وعظمت کی قسم ہے کہ نہ تمہیں ذلیل ورسوا کروں گا اور نہ مجرمین کے درمیان تمہاری فضیحت تم سب کو معاف کر دیا تم نے مجھے راضی کرنے کی کوشش کی میں تم سے راضی ہو گیا (اس مژدہ جاں فزا) کے بعد فرشتے خوشیوں سے جھوم اٹھتے ہیں ان انعامات ربانی کی یافت کی بنا پر جو رمضان کی عبادت کے طفیل میں امت محمدیہ کو ملتے ہیں۔

صدقہ فطر:

جو انسان زکوۃ لینے کا مستحق ہے اسی قسم کے لوگ صدقہ فطر لینے کے حقدار ہیں اور صدقہ فطر کے وجوب کے لئے مالک نصاب ہونا شرط نہیں جس کے پاس ایک دن کی خوراک سے زیادہ غلہ یا کھانے کی چیز موجود ہو اس پر بھی صدقہ فطر فرض ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم زكوة الفطر صاعا من تمر وصاعا من شعير على العبد والحر والذكر والأنثى والصغير والكبير من المسلمين وأمر بها أن تؤدى قبل خروج الناس إلى الصلاة.

رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے صدقہ فطر کو فرض فرمایا ہے: جس کی مقدار ایک صاع یعنی پونے تین سیر ہے۔ خواہ کھجور ہو، یا جو ہو، ہر غلام آزاد مرد عورت اور چھوٹے بڑے سب پر فرض ہے اور آپ نے یہ حکم دیا کہ عیدگاہ جانے سے پہلے یہ صدقہ ادا ہو جائے۔

علامہ قدامہ مغنی میں فرماتے ہیں کہ: فاما وقت الوجوب فهو وقت غروب الشمس من آخر يوم من رمضان. (بخاری)، سب صدقہ فطر کا وجوب رمضان کے آخری دن کے سورج غروب ہونے کے بعد تک ہوتا ہے۔ اگر دوروز یا ایک روز پہلے ادا کردیا جائے تو بھی جائز ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ صحابہ کرام كانوا يعطون قبل الفطر بيوم اويومين عیدالفطر سے ایک دودن پہلے صدقہ فطر دے دیا کرتے تھے۔ صدقہ فطر ہر شخص اپنی طرف سے نکالے لیکن گھر کا بڑا اور سرپرست اپنے بچے اور غلاموں کی طرف سے بھی ادا کرسکتا ہے۔

زکوۃ:

إنما الصدقات للفقرا والمساكين والعاملين عليها والمؤلفة قلوبهم وفي الرقاب الخ. (توبہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إن من تمام إسلامكم ان تؤدو زكوة أموالكم (بزار)

بلاشبہ تمہارے اسلام کامل کی یہ پہچان ہے کہ تم اپنے مال کی زکوۃ ادا کرو قرآن مجید میں ۸۲ مقامات پر زکوۃ نکالنے کی تاکید آئی ہے اور اکثر مقام پر نماز اور زکوۃ کا حکم ساتھ آیا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمیں نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کا حکم آیا ہے جو زکوۃ نہ دے اس کی نماز بھی نہ ہوگی۔ (طبرانی)

اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نماز کے ساتھ زکوۃ نہ دے اس کا عمل نافع نہیں ہوگا۔

من أقام الصلوة ولم يؤت الزكوة فليس بمسلم ينفعه عمله.

جس نے نماز کا خیال رکھا اور زکوۃ سے پہلو تہی کی تو وہ ایسا مسلمان نہیں ہے جس کا عمل اس کو نفع دے سکے (ترغیب) جو شخص زکوۃ کی فرضیت پر تنقید کرے اور فرض اسلام میں شمار کرنے سے گریزپا ہو تو وہ کافر ہے۔ قرآن کریم نے معاہد مشرکین کے بارے میں فرمایا:

فان تا بو و أقامو الصلاۃ و آتو الزکوۃ فخلو سبیلھم (توبہ)۔

اگر یہ لوگ شرک سے باز آجائیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں تو ان کا راستہ آزاد کردو (ورنہ ان سے لڑو) اس آیت سے ثابت ہوا کہ مانعین زکوۃ کافر ہیں۔

تارکین زکوۃ کیلئے ایک بہت بڑی وعید کا انکشاف واقعۂ معراج سے بھی معلوم کیا جاسکتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر معراج پر تشریف لے گئے تو آپ نے ایک مقام پر ایسے لوگوں کا مشاہدہ کیا جن کے آگے پیچھے دھجیا جھول رہی تھیں اور وہ جانوروں کی طرح کانٹے اور دوزخ کے گرم پتھر کھا رہے تھے آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ:

من ھولاء یا جبرئیل؟ قال ھو لاء الذین لا یؤدون صدقات أموالھم (الترغیب والبزار)

جبرئیل یہ کون ہیں؟ حضرت جبرئیل نے فرمایا: یہ وہی لوگ جو زکوۃ نہیں نکالتے تھے نیز ایک حدیث میں ہے کہ زکوۃ نہ دینے والا جہنمی ہے۔ طبرانی میں روایت ہے کہ

مانع الزکوۃ یوم القیامۃ فی النار.

زکوۃ کو روک کر رکھنے والا جہنم رسید ہوگا۔

پھر آپ قرآن کا مطالعہ کیجئے کلام الٰہی فریضہ زکوۃ سے گریز کرنے والوں کو آخرت

کے سخت ترین انواع و اقسام کے عذابوں کی صراحت کرتا ہے۔ سورہ توبہ میں ہے

والذين يكنزون الذهب والفضة ولا ينفقونها في سبيل الله فبشرهم بعذاب اليم يوم يحمى عليها في نار جهنم فتكوى بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ما كنزتم لانفسكم فذوقوا ما كنتم تكنزون. (توبہ)

اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور راہ خدا میں اس کو نہیں خرچ کرتے ہیں تو ذرا ان کو دردناک عذاب کی بُری خبر بنام خوشخبری سنا دیجیے۔ جس دن ان مالوں کو جہنم کی آگ میں تپا کر ان سے ان منکرین زکوٰۃ کی پیشانیوں پہلوؤں اور پشتوں کو داغا جائے گا اور ان سے یہ کہہ دیا جائیگا کہ یہ وہی دولت ہے جس کو تم صرف اپنے لئے جمع کر کے رکھتے تھے لہٰذا اب تم اپنے جمع کردہ مال کی سزا کا مزہ چکھو۔

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہی مال گنجا سانپ بن کر قیامت کے روز اس شخص کا پیچھا کرے گا اور یہ مالک اس سے بھاگے گا حتیٰ کہ وہ سانپ اس کو لپٹ کر اس کا ہاتھ چبائے گا اور اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور اس کی باچھوں کو چیرتا ہوا یہ کہے گا۔ مالک انا کنزک ۔ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں جس کو تو جمع کرتا تھا۔ (بخاری و نسائی)

زکوٰۃ کا مقصد:

قرآن کا مطالعہ بتاتا ہے کہ زکوٰۃ اور صدقہ کا مقصد ہے۔ (۱) محتاج مسکین ضرورت مند اور پریشان لوگوں کے حقوق کی تکمیل (۲) مال کی پاکیزگی (۳) صاحب

مال کا تزکیۂ نفس۔ اس سلسلہ میں قرآن کہتا ہے۔ وفی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم اور اغنیاء کے مال میں سائلین اور وہ لوگ جو سوال سے بچتے ہیں ان کا مخصوص حق ہے۔ پھر قرآن کہتا ہے: خذ من اموالھم صدقة تطھر ھم وتزکیھم بھا ان کے مال میں سے صدقہ لے کر ان کا تزکیہ نفس کیجئے اور ان کے مال کو بھی پاک کیجئے:۔

قرآن کی عظمت اور اس کا وزن:

سورہ حشر میں ارشاد الٰہی ہے: لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرئیته خاشعا متصدعا من خشیة الله وتلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون.

اگر ہم اس قرآن مقدس کو پہاڑ پر نازل کرتے تو اے نبی تو دیکھتا کہ وہ خوف خدا سے جھک کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے اس لئے پیش کرتے ہیں تاکہ وہ ان میں غور کریں (اور سامان عبرت حاصل کریں)۔

آیت پاک میں اللہ تعالیٰ قرآن کی عظمت اور اس کا وزن اس طرح بیان فرما رہے ہیں کہ ہمارا یہ قرآن جو بظاہر خفیف ہے اور باطن اتنا عظیم اور وزنی ہے کہ یہ کمزور انسان کیا بڑے بڑے پہاڑ جو بے حد بھاری بھرکم ہیں ان فلک بوس اور ناقابل تسخیر پہاڑوں پر اپنی کتاب کو نازل کرتا تو یہ بھی میرے خوف سے جھک جاتے پھٹ جاتے اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے مگر انسان ہے کہ وہ اس کے وزن کو محسوس نہیں کرتا جبکہ ہم نے انسان کو عقل سلیم عطا کیا اور فہم کے لئے صحیح شعور عطا کیا وہ اس سے کام لے تو بہت فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

قرآن کریم اس جہاں کے لئے بے مثال کتاب ہے جب سے قرآن کا نزول ہوا ہے تقریباً چودہ سو سال ہو چکے مگر جنات اور انسان تمام مخلوقات ایسی کوئی کتاب ہدایت پیش نہ کر سکی جو پائیدار مستحکم اور ہمیشہ نفع پہونچانے کے ساتھ ساتھ باقی رہنے والی بھی ہو۔ اللہ نے اپنے نبی محمد رسول اللہ کو یہ خبر دی کہ قل لئن اجتمعت الإنس و الجن علی أن یا تو بمثل ھذا القرآن لأیا تون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیراً. (سورۃ اسراء)

اے نبی آپ اہل دنیا کو بتلا دیجئے کہ اگر تمام کے تمام انسان و جنات مل کر اس قرآن عظیم کی مثل پیش کرنا چاہیں تو ایسی کوئی مثال نہیں لاسکتے خواہ اس کام کے لئے ایک دوسرے کا جتنا تعاون کر دیں۔ دنیا کی تاریخ واقعات اور مشاہدات گواہ ہیں کہ روئے زمین پر جو بھی مصنف پیدا ہوا خواہ اپنے زمانہ کا امام الائمہ کیوں نہ ہو اور اس کی کتاب کتنی ہی معرکۃ الآرا کیوں نہ رہی ہو ضرور دنیا نے اس کے بعض مضامین سے اختلاف کیا ہے اور کوئی نہ کوئی ایسا ضرور سامنے آیا ہے۔ جس پر شبہ کی نگاہ نہ ڈالی گئی ہے۔

دنیا میں مختلف علوم وفنون پر لکھی گئی کتابیں کسی نہ کسی بنیاد پر تشکیک کی نذر ہوئی ہیں مگر قرآن مقدس ہی ایک ایسی پاکیزہ اور شکوک وعیوب سے بالاتر کتاب ہے جو زمانہ کی دستبرد اور حذف واضافہ یا کسی کمی کوتاہی سے بالکل پاک ہے۔ اہل نقد وتنقید نے بارہا اس پر شک وشبہ کے ذرات گرانے کی کوشش لاحاصل کی لیکن قرآن شک و شبہ کے حوالہ سے جو چیلنج صدیوں بیشتر کر چکا ہے وہ آج بھی بدستور باقی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وإن كنتم في ريب مما نزلنا على عبدنا فأتوا بسورة من مثله وادعوا شهداء كم من دون الله إن كنتم صادقين فإن لم تفعلو ولن تفعلو فاتقوا النار التي وقودها لناس والحجارة. (البقرہ)

اور ہم نے جو قرآن اپنے بندے (محمدؐ) پر نازل کیا ہے اگر اس میں تمہیں کسی بھی قسم کا شک ہے تو تم ایسی صرف ایک سورت ہی لا کر دکھاؤ اور اللہ کے علاوہ اپنے سارے مددگاروں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو لیکن اگر تم ایسا نہ کر سکے اور یقیناً تم نہیں کر سکتے تو اس جہنم سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جو کافروں کیلئے تیار کیا گیا ہے۔ یہ چیلنج بتا رہا ہے کہ یہ انسانی دعویٰ نہیں ہے بلکہ یہ خدائی دعویٰ ہے کیونکہ یہ بھی دنیا کا کھلا مشاہدہ ہے کہ کوئی بھی صاحب کتاب آج تک اتنا بڑا چیلنج کرنے کی جرأت نہیں کر سکا ہے کیونکہ "وفوق کل ذی علم علیم" کا رو کر سب کے سامنے ہوتا ہے کہ ہر صاحب علم کے اوپر اس سے بڑا جانکار ہوتا ہے۔ زمانہ کی رفتار اور انقلابات دھرے دو چار ہر کتاب میں کچھ نہ کچھ تحریف و تغیر ہونا بھی امر واقعہ ہے۔

مگر قرآن کریم کی حفاظت کا معاملہ کچھ ایسا رہا ہے کہ کبھی اس میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں ہوئی اور نہ آئندہ ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے کہ اللہ نے خود اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے سورہ حجر میں ارشاد الٰہی ہے:

إنا نحن نزلنا الذكر وإناله لحفظون. (سورۃ الحجر)

ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

تلاوت قرآن کی فضیلت:

قرآن کریم انسانیت کے لئے سراسر شفاء اور رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے ونـنـزل مـن الـقـرآن ماهو شفاء ورحمة للمؤمنين اور ہم نے جو قرآن نازل کیا ہے وہ سراپا شفاء اور رحمت ہے تمام مومنین کیلئے۔

پھر سرکار دو جہاں کی زبان رسالت سے اس کے ایک ایک حرف پر اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ ترمذی کی روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من قرا حرفاً من كتاب الله فله به حسنة والحسنة بعشر امثالها لا اقول آلمٓ حرف بل الف حرف لٓ حرف مٓ حرف

جو شخص قرآن کا ایک حرف پڑھے گا اس کو ایک اجر ملے گا اور ایک نیکی کا ثواب دس نیکی کے برابر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آلمٓ ایک حرف ہے۔ بلکہ الف ایک حرف ہے ل ایک حرف ہے م ایک حرف ہے۔

ایام ذی الحجہ کی فضیلت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والفجر وليال عشر والشفع والوتر. (والفجر)

ترجمہ: قسم ہے فجر کی اور قسم ہے دس دنوں کی اور قسم ہے جفت اور طاق کی آیت مذکورہ میں (۱) دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں اور وتر سے مراد عرفہ کا دن ہے اور شفع سے مراد قربانی کا دن ہے۔

حدیث پاک میں بھی ان ایام کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مامن ایام افضل عنداللہ ولاالعمر الی آخر الحدیث.

ذی الحجہ کے دس دن اللہ کے نزدیک تمام دنوں سے افضل ہیں۔ ان ایام میں عبادت اللہ کو دیگر ایام میں عبادت سے زیادہ محبوب ہے۔ لہٰذا تم ان دنوں میں کثرت سے لا الہ الاّ اللہ اور اللہ اکبر کہتے رہو۔ اور ذکر الٰہی کثرت سے کرتے رہو۔ اور ان دنوں کا ایک روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور ان ایام کی ایک نیکی کا سات سو نیکیوں کے برابر اجر ملتا ہے۔ (الترغیب ج۲ ص۱۹۹)

ترمذی کی ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات بے حد پسند ہے کہ ایام ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں اس کی عبادت کی جائے عشرہ ذی الحجہ کا ایک روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور ہر رات کا قیام شب قدر کے قیام کے برابر ہے۔

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ نو (۹) ذی الحجہ کے روزہ کی فضیلت کیا ہے؟ اس پر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یکفر السنۃ الماضیہ والباقیہ ۹ کا روزہ رکھنے سے دو سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ایک پچھلے سال کے یوم عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کی روایتوں میں بڑی فضیلت آئی ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مامن یوم أفضل عنداللہ من یوم عرفۃ ینزل اللہ تبارک و تعالیٰ الی السّماء الدّنیا فیبا ھی باھل الارض أھل السّماء فیقول أنظروا الی عبادی جاؤنی شعثا غبرا ضاجین.

عرفہ کا دن اللہ کے یہاں نہایت افضل ترین دن ہے اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور آسمان والوں سے زمین والوں پر فخر کرتے ہوئے فرماتا ہے: میرے بندوں کو دیکھو دور دراز سے پراگندہ سر گرد آلود یہاں پر آئے ہیں میری رحمت کے امیدوار ہیں اور میرے عذاب کو انہوں نے نہیں دیکھا ہے اسی تاریخ کو بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔

مستحب قربانی:

جب ماہ ذی الحجہ کا چاند ہو جائے اور قربانی کرنے کی نیت ہو تو بال اور ناخن نہیں کاٹنا چاہئے مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے:

من رأى هلال ذى الحجة وأراد أن يضحى فلا ياخذ من شعره ولا من أظفاره.

جس نے ذی الحجہ کا چاند دیکھ لیا اور قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اسے بال اور ناخن نہیں کاٹنا چاہیے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی سے پہلے بال اور ناخن نہیں کاٹنا چاہیے بلکہ قربانی کے بعد یہ کام کرنا چاہئے اس کا فائدہ یہ ہے کہ ایسی صورت میں پوری پوری قربانی کا ثواب ملے گا۔ ایک صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! أرئيت إن لم اجد بها منيحة أنثى أفأ ضحى بها الخ اللہ کے رسول اگر میں قربانی کا جانور پاؤں اور کسی نے دودھ پینے کیلئے بکری دے رکھی ہے تو کیا اس کی قربانی کر ڈالوں۔ آپ نے فرمایا ہاں لیکن تم نماز کے بعد اپنے بال ناخن اور مونچھوں کو کٹواؤ اور زیر ناف کے بال کو مونڈو گے تو تمہیں پوری قربانی کا ثواب ملے گا۔ (ابوداؤد)

محرم الحرام کیا ہے؟

سورہ توبہ میں ارشاد ربانی ہے:

إن عدة الشهو عندالله اثنا عشر شهرا فی کتاب الله یوم خلق السموات والأرض منها أربعة حرم ذالک الدین القیّم فلا تظلموا فیهن أنفسکم. (توبہ)

بلاشبہ مہینوں کی تعداد ۱۲ ہے۔ ان میں چار مہینے نہایت احترام والے ہیں اور یہی مضبوط ترین دین ہے۔ لہٰذا تم ان مہینوں کی بے ادبی کر کے اپنے اوپر ظلم نہ کرو۔ مسلم و بخاری شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس میں آپ نے فرمایا تھا کہ زمانہ لوٹ کر اپنی حالت پر آگیا ہے۔ سال کے بارہ مہینے ہیں جن میں چار حرمت والے ہیں۔ ذوالقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب غنیۃ الطالبین صفحہ ۶۷ پر سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ ایک حدیث رقمطراز ہیں کہ اسلامی سال کا آغاز ماہ محرم سے ہوتا ہے اس لئے کہ اس مقدس مہینے کی عظمت ہمیشہ سے رہی ہے۔ اسی مہینے میں اللہ نے آسمان زمین پہاڑ سمندر لوح وقلم اور جبرئیل سمیت تمام فرشتوں کو پیدا فرمایا۔ حضرت آدم کو اسی مبارک مہینے میں پیدا فرمایا، اور اسی مہینے میں ان کو توبہ کی توفیق ہوئی اسی عاشورہ محرم میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ السلام کو طوفان نوح سے نجات عطا فرمائی اور یہی مقدس مہینہ ہے جس میں حضرت ابراہیم پیدا ہوئے اور اسی مہینے میں آپ پر نار نمرود گلزار ہوئی اور اسی مہینے میں فرعون

غرق آب ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرعون کے ظلم وتشدد سے نجات ملی تھی اور سیدنا یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے تھے اور اسی ماہ میں حضرت ادریس مکان اعلیٰ میں پہنچے اور اسی مہینہ میں حضرت ایوب شفایاب ہوئے تھے اور اسی ماہ میں حضرت داؤد کی توبہ قبول ہوئی تھی اور حضرت سلیمان کو سلطنت ملی تھی اور اسی عاشورہ محرم میں اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہوا اور اسی مہینے میں قیامت آئیگی۔

اس حدیث میں عاشورہ کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اسلام سے ماقبل کے لوگ عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور تکمیل روزہ پر خوشیاں مناتے تھے۔

بخاری ومسلم شریف کی روایت میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے تو آپ نے یہودیوں کو عاشورہ محرم کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے استفسار فرمایا کہ تم اس روز روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا یہ ہماری نجات کا دن ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات عطا فرمائی تھی اور موسیٰ نے شکرانہ کے طور پر آج کا روزہ رکھا تھا۔ اس پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

نحن أحق بموسى منكم

اگر ایسی بات ہے تو ہم تمہارے مقابلے میں موسیٰ کی تقلید کے زیادہ حقدار ہیں چنانچہ آپؐ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کرام کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اور مسلم شریف میں آپؐ سے مروی ہے کہ عاشورہ کے دن روزہ رکھنے سے ایک سال کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں۔ جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عاشورہ کا روزہ

سنت ہے۔ اور یہ اختیاری سنت ہے جس کا جی چاہے رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔ تاہم الفضل للمتقدم یعنی نیکی میں آگے بڑھنے والے کو بہت پھل جاتا ہے کہ تحت جو یہ روزہ رکھے زہے نصیب..... لیکن اس روزہ کو رکھنے کا طریقہ خود آپؐ نے فرمایا کہ ۹ اور دس دو دن کے روزے رکھ لو یا پھر دس اور گیارہ کے روزے رکھو۔ کیونکہ صرف عاشورہ کا روزہ رکھنے کی صورت میں یہود کی مشابہت لازم آتی ہے اور اس سے بچنا ضروری ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صوموا یوم عاشورا و خالفوا فیه الیهود صوموا قبله یوماً او بعده یوماً

عاشورہ کا روزہ رکھو مگر یہودیوں کی مخالفت کرو کہ دسویں کے ساتھ ایک دن اگلا یا پچھلا روزہ ملا کر دو روزے رکھو باقی اس محترم مہینے میں اس کے علاوہ جو بھی عام طور پر لوگ اعمال کرتے ہیں وہ کہیں شرک ہے تو کہیں بدعت کہیں جاہلانہ رسم ہے تو کہیں خرفات تعزیہ داری نوحہ دماتم وغیرہ یہ تمام کی تمام شرکیات اور بدعتیں ہیں۔ جو گمراہی ہیں ان کا ثبوت نہ نبی اکرمؐ سے ہے اور نہ صحابہ کرام کے اقوال وافعال سے اس لئے ان بے بنیاد باتوں سے ایک مومن کو بچنا چاہئے۔

اگر ایک مسلمان ان باطل اور خرافات رسموں کی عقیدت کے ساتھ تعمیل کرتا ہے تو زیادہ امکان یہی ہے کہ اس کا خاتمہ بالخیر نہیں ہوگا بلکہ اسے سوء خاتمہ سے دوچار ہونا پڑ سکتا ہے۔